مولانا محمد تقی امینی

احرام کے بعد حج کے احکام

روزہ کی طرح حج کا حکم بھی پہلے سے موجود تھا، لیکن لوگوں نے اس پر عمل درآمد میں رکاوٹیں ڈال رکھی تھیں۔ ان رکاوٹوں کو دور کرنا تھا۔ جن احکام پر لوگ عمل کرتے تھے ان کو اپنی مرضی سے بگاڑ رکھا تھا، جن کی اصلاح کی ضرورت تھی۔ قرآن نے حج و احکام کے سلسلہ میں صرف بنیادی باتوں کے بیان کرنے ہی پر اکتفا کیا ہے۔ حج کی رہبری کے لیے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف فرما تھے، جو حج کی تفصیلات سے واقف کراتے تھے۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ
الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ
كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ
صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ۥ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ
فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ
فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ
يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ
اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ
الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ
خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَاتَّقُوْنِ يٰۤاُولِى
الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ
فَاِذَاۤ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪
وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾
ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ

اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ
اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا
وَمَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْہُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا
فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾
اُولٰٓئِکَ لَہُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا کَسَبُوْا ؕ وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَاذْکُرُوا
اللّٰہَ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ ۚ
وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰی ؕ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ
اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

(البقرہ : ۱۹۶ تا ۲۰۳)

اور اللہ کے لیے حج اور عمرہ پورا کرو پھر اگر رُک جاؤ تو جو قربانی میسّر ہو اسے پیش کرو، اور جب تک قربانی اپنی جگہ (حرم) نہ پہنچ جائے اس وقت تک اپنے سر نہ منڈاؤ (احرام نہ کھولو) البتہ اگر کوئی تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو روزوں سے یا صدقہ سے یا قربانی سے فدیہ دے کر (احرام کھول دے) پھر جب تم امن میں ہو تو جس نے عمرہ سے حج تک فائدہ اٹھایا ہے وہ جو قربانی میسّر ہو وہ کرلے قربانی کی سہولت نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھو اور بقیہ سات روزے جب تم واپس ہو۔ اس طرح دس پورے ہو گئے۔ یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے[1]

حج کے مہینے (شوال ذیقعدہ ذی الحجہ) معلوم ہیں۔ جو کوئی ان میں حج اپنے اوپر لازم کرلے تو نہ بیوی سے ملتا ہے اور نہ گناہ و نافرمانی کرتا ہے اور نہ لڑائی جھگڑا کرتا ہے۔ اور تم جو بھی نیکی کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔ اور زادِ راہ (سفر خرچ) لے لیا کرو، اور بہترین زادِ راہ پرہیزگاری ہے۔ اے عقل والو مجھ ہی سے ڈرو۔ تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ اپنے رب کا فضل (روزی) تلاش کرو پھر جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعرِ حرام (مزدلفہ) کے پاس اللہ کو یاد کرو اور اس کی یاد اس طرح کرو جس طرح کی یاد اس نے تمہیں بتائی ہے۔ اور اس سے پہلے تو تم

گمراہی میں تھے۔ پھر تم لوٹ کر آؤ جہاں (عرفات) سے لوگ لوٹ کر آتے ہیں اور اللہ سے بخشش مانگو، بیشک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ پھر جب تم حج کے احکام ادا کر چکو تو اللہ کو یاد کرو جیسے تم اپنے باپ دادا کو یاد کیا کرتے تھے، یا اس سے بھی زیادہ یاد کرو۔ پھر بعض تو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا ہی میں دیدے اور اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ یہی وہ لوگ ہیں، جن کے لیے ان کی کمائی کا پورا حصہ ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے[۳] اور اللہ کو چند گنتی کے دنوں (۱۰ سے ۱۳ تک) میں یاد کرو۔ پھر جس نے دو دن کے اندر کوچ کرنے میں جلدی کی تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور جو تاخیر کرے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں، جو اللہ سے ڈرتا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ تم اسی کی طرف جمع کئے جاؤ گے[۴]

---

[۱] حرم میں قربانی پہونچنا اور پھر احرام کھولنا اس حالت میں ہے جبکہ قربانی وہاں پہونچائی جاسکتی ہو۔ ورنہ جس جگہ روکا گیا ہے وہیں قربانی ذبح کر دی جاتے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے موقع پر کیا تھا۔

باہر کے لوگوں کے لیے رخصت ہے کہ حج کے دنوں میں وہ عمرہ اور حج دونوں کرلیں۔ پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر اس کے فرائض ادا کریں۔ پھر حج کا احرام باندھ کر حج کریں، اس کو حج تمتع کہتے ہیں۔ حرم کی حدود میں رہنے والوں کے لیے اس کی اجازت نہیں ہے۔

[۲] عرب نے حج کو تجارتی میلہ بنا رکھا تھا، حج مقصود نہ رہ گیا تھا۔ اب بھی تجارت کرنے کی اجازت ہے، لیکن مقصود حج ہے خالص عبادت کے موقع پر تجارت کی اجازت سے یہ بتانا ہے کہ جس کو لوگ خالص دنیوی کاروبار سمجھتے ہیں وہ بھی عبادت ہے بشرطیکہ نیت درست ہو اور اللہ کی نافرمانی کی کوئی بات نہ ہو۔ یہاں دین و دنیا کی اصلاً تقسیم نہیں ہے۔ یہ تقسیم لوگوں کی نیت اور کردار سے ہو جاتی ہے۔

سلہ عرب کے لوگ عرفات نہیں جاتے تھے، وہ مزدلفہ میں قیام کرتے تھے۔ عرفات حدودِ حرم سے باہر ہے۔ وہاں جانا اپنی توہین سمجھتے تھے۔ ان کو خبردار کیا جارہا ہے کہ یہاں سب برابر ہیں، کسی کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ جہاں (عرفات) سب لوگ آتے جاتے ہیں وہیں تم لوگ بھی آؤ جاؤ۔

سلہ یہ منیٰ میں تشریق کے دن قیام کا ذکر ہے۔ عرفہ میں قیام کے بعد واپسی میں لوگ جلدی کرتے تھے۔ اگر واقعی کوئی ضرورت ہو تو ۱۲ ذی الحجہ کو واپسی کی اجازت ہے، ورنہ ۱۳ تک وہاں قیام کرکے زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت کرنی چاہیے۔

حج کے بعد دو مختلف کردار اور ان پر تبصرہ

حج جس والہانہ انداز سے کیا جاتا ہے اور اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرنے کا جو نمونہ سامنے آتا ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ حج کے بعد لوگوں کی زندگیوں میں بالکلیہ تبدیلی ہو اور زندگی کے ہر حال اور ہر معاملہ میں بس اللہ ہی کے فرمانبردار ہو کر رہیں۔ لیکن حج کے بعد ایسا نہیں ہوتا ہے۔ کچھ لوگ تو بیشک ایسے ہوتے ہیں کہ اپنی زندگی بدل کر اللہ کے پوری طرح فرمانبردار ہو جاتے ہیں، لیکن کچھ اپنی پرانی بگڑی ہوئی حالت پر قائم رہتے ہیں، بلکہ ان میں اور زیادہ جسارت پیدا ہو جاتی ہے۔ آگے کی آیتوں میں انہی دونوں کرداروں کا ذکر ہے اور اس پر تبصرہ بھی ہے۔ ان دونوں کرداروں کی ایک جھلک حج کے موقع پر بھی آگئی ہے، جبکہ دعا میں کچھ لوگوں نے صرف دنیا مانگی تھی اور کچھ لوگوں نے دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی مانگی تھی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَاِذَا
تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ
بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۲۰۸ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ
بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۲۰۹
هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ
وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۲۱۰

(البقرہ : ۲۰۴ تا ۲۱۰)

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کی باتیں دنیوی زندگی میں بڑی اچھی معلوم ہوتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں (ضمیر کی پاکی) پر اللہ کو گواہ (بھی) کرتے ہیں، حالانکہ وہ نہایت خراب لوگ ہیں، اور جب وہ اٹھ کر جاتے ہیں تو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور کھیتی و مویشی کو برباد کرتے ہیں، اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا ہے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو وہ شیخی میں آکر اور (زیادہ) گناہ کرتے ہیں۔ ایسوں کے لیے تو بس دوزخ ہی کافی ہے، اور یقیناً وہ برا ٹھکانا ہے[1] اور کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے اپنی جان بھی بیچ دیتے ہیں اور اللہ بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ اے ایمان والو اسلام میں پوری طرح داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، بیشک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے[2] پھر اگر تم واضح نشانیاں آنے کے بعد پھسل گئے تو جان لو کہ اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔ وہ لوگ تو بس اس کا انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ ان کے سامنے بادلوں کے سایہ میں آموجود ہو اور فرشتے بھی ساتھ ہوں اور ان کا کام ہی تمام کر دیا جائے۔ اور سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں[3]۔

---

[1] یہ دنیا پرستی خدا پرستی کے مقابلہ میں ہے جس نے ہمیشہ وہی کردار پیش کیا ہے جو ان آیتوں میں ہے۔ دنیا پرستی کا غرور، گھمنڈ اپنے لیے دوسروں کو قربان کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور وہ سب کچھ کر گزرتا ہے۔ جو ظلم و فساد کرتا ہے اس کے پیش نظر صرف دنیا حاصل کرنا اور نفس کی خواہش پوری کرنا ہوتا ہے (جو کبھی پوری نہیں ہوتی ہے) خواہ اس کے لیے دوسروں کا جس قدر بھی خون کرنا پڑے یا ان کو نقصان پہونچانا پڑے۔ یہی دنیا پرستی ہے جس کا اللہ کا دین مخالف ہے اور جس کے ساتھ اللہ کے دین

(باقی ص ۲۸)